سنتِ نبویؐ سے

مولانا عبدالعزیز حنیف☆

# اہم معاشرتی برائی کے سدِ باب کی ایک جھلک

معاشرتی برائیوں میں سے بڑی برائی ''مرد و زن کے ناجائز تعلقات'' ہیں۔ سورۂ بنی اسرائیل میں اس مسئلہ کی بابت اَحکام نازل ہوئے ہیں جس میں خالق کائنات نے ارشاد فرمایا: ''زنا کے قریب مت جاؤ، یہ بے حیائی کی دعوت ہے اور نہایت برا راستہ ہے'' اس سے منع کرنے کی دو وجوہات ہیں:

اوّل: یہ حیا کی ضد ہے جبکہ اسلام حیا کا علمبردار ہے اور وہ حیا کو ایمان کا جزوِ عظیم قرار دیتا ہے۔ جب بے حیائی کا فتنہ کسی انسان کو اپنے آہنی شکنجے میں جکڑ لیتا ہے تو اس کے نتیجہ میں وہ کسی بھی قسم کے جرم کے ارتکاب میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا۔ پیغمبر کائنات ﷺ نے فرمایا:

''جب حیا کا جذبہ تمہارے اندر ختم ہو جائے تو پھر تم جو چاہے کرتے پھرو، تمہیں کوئی روکنے والا نہیں''

جہاں حیا کے خاتمے سے انسان کا ضمیر مردہ ہو جاتا ہے، وہاں سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں سلب ہو جاتی ہیں۔ انسان کے افعال اس کے کنٹرول سے باہر ہو جاتے ہیں، نتیجۃً تباہی اور بربادی اس کا مقدر ٹھہرتی ہے۔

دوم: وجہ اس کی یہ ہے کہ قبیح فعل معاشرے میں فساد اور بگاڑ کا باعث ہے۔ یہی فساد بسا اوقات قبیلوں اور قوموں کی تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔

اِسلام معاشرے میں پاکیزگی کے پھیلاؤ کا خواہشمند ہے۔ جبکہ یہ برائی معاشرے میں پراگندگی کی علمبردار ہے۔ اسلام میں جزا و سزا کا بہترین تصور موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن برائیوں کے ارتکاب پر اسلام نے سخت سزائیں تجویز کی ہیں، ان میں سب سے سخت سزا زنا کی ہے تاکہ اس برائی کا قلع قمع کیا جاسکے۔ دنیا امن و آشتی کا گہوارہ بن جائے۔ اسلام ایک صالح معاشرے کو بے حیائی اور اس کے محرکات سے پاک رکھنا چاہتا ہے۔

سورۂ نور میں خالق کائنات نے اس جرم کی جو سزا مقرر کی ہے اس کے مطابق ''زانی مرد ہو یا عورت اسے سو کوڑے مارے جائیں'' احادیثِ مبارکہ میں اس کی جو تفصیل مذکور ہے اس میں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کا فرق ملحوظ رکھا گیا ہے۔ غیر شادی شدہ جوڑا اگر اس قبیح فعل کا ارتکاب کر بیٹھے تو اسے سو کوڑے مارے جائیں۔ شادی شدہ اگر اس جرم میں ملوث ہو اور اس پر یہ جرم ثابت ہو جائے تو ان کی یہ سزا ہے کہ ان کو سنگسار کیا جائے۔ اس جرم کی سزا کے نفاذ میں کسی کے دل میں ذرا سا بھی رحم، نرمی کا مادہ پیدا نہ ہو۔ مبادا کہیں دل کی نرمی ایمان میں بگاڑ پیدا کر دے۔

تعلیماتِ اسلامیہ اس بات کی متقاضی ہیں کہ جب اس جرم کے ملزمان پر حد نافذ ہونے لگے تو اہل ایمان کی کثیر جماعت اس منظر کو چشم بینا سے دیکھے۔ اس سے جہاں عبرت حاصل ہوگی وہاں کوئی انسان اس فعل

☆ اسلام آباد میں مرکزی جمعیت اہلحدیث کے امیر

کا ارتکاب کرنے سے قبل ہزار بار اس کے نتیجہ کے بارے میں سوچے گا۔ شادی شدہ بدکار کو سنگسار کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ ایسے مرد و زن پر پتھروں کی اس طرح بارش کی جائے کہ وہ پتھروں کی چوٹ کھاتے کھاتے مرجائیں۔ اسلام نے اس جرم پر پھانسی تجویز نہیں کی یا گردن اڑا دینا قبول نہیں کیا بلکہ حکم دیا کہ غیر شادی شدہ کو سو کوڑے لگانے اور شادی شدہ کو سنگسار کرنے کا حکم دیا تاکہ دیکھنے والوں کو عبرت حاصل ہو۔

اسلامی معاشرہ اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ اہل ایمان اس قبیح جرم میں ملوث ہوں جو لوگ یہ حرکت کر بیٹھیں اور ان پر یہ جرم ثابت ہو جائے تو وہ اس قابل نہیں کہ انہیں اسلامی برادری میں اعلیٰ مقام دیا جائے بلکہ ان پر حدود اللہ کا مکمل طریقے سے نفاذ کیا جائے۔

خاتم النّبیین رحمۃ للعالمین ﷺ کی ذاتِ بابرکات کے مماثل کوئی رحمدل انسان اس روئے زمین پر نہ پیدا ہوا اور نہ ہوگا۔ اس تمام تر رحمدلی کے باوجود بدکاری جیسے قبیح فعل کے ارتکاب کے بعد آپؐ ان لوگوں سے جو اس برائی میں شامل ہوتے تھے، کسی قسم کی رورعایت نہیں کرتے تھے۔

بدکاری کا مرتکب ایک شخص بذاتِ خود خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھ سے یہ قبیح حرکت سرزد ہوگئی ہے، مجھے پاک کردیجئے۔ مجھ سے وہ جرم سرزد ہوا ہے جس کے نتیجے میں مجھ پر حدود اللہ کا نفاذ لازمی ہوگیا ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھ پر اللہ کی حد نافذ کرکے مجھے اس گندگی، نجاست اور ناپاکی سے پاک کردیں۔ آپ ﷺ نے خیال کیا کہ اس کے ذہن اور دماغ میں کوئی فتور یا خلل ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا چہرۂ مبارک دوسری طرف پھیر لیا۔ وہ پھر سامنے آیا اور بارگاہِ نبوتؐ میں عرض کیا کہ مجھے پاک کردیجئے۔ مجھ سے واقعی یہ جرم سرزد ہوا ہے۔ آپ نے تفصیلاً اس سے پوچھا کہ واقعی یہ جرم تم نے کیا بھی ہے یا نہیں؟ کیا تم اس جرم کی آخری حد تک پہنچ چکے ہو۔ اس نے عرض کیا کہ ہاں! میں نے آخری حد تک اس جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اسے لے جاؤ اور سنگسار کردو۔ (أو کما قال)

یہ ان لوگوں کا اعترافِ جرم ہے جن کے ضمیر زندہ ہوتے ہیں اور کوئی غلط کام کرنے کے بعد ان کو ملال ہوتا ہے کہ آج اگر دنیا میں اس جرم کی سزا نہ بھگتی تو کل روزِ قیامت بارگاہِ الٰہی میں اللہ اس سزا کو شدید بنا کر دے گا۔ وہ جب تک اس جرم کی تلافی نہ کرلیں اس وقت تک وہ اطمینان کی وادی میں داخل نہیں ہوتے۔

ایک دوسری روایت میں اس عورت کا تذکرہ ہے جو اس جرم کا ارتکاب کر بیٹھی۔ جس کے نتیجے میں وہ حاملہ ہوگئی۔ وہ بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئی، جرم کا اقرار کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ جاؤ جب بچہ پیدا ہو جائے تب آجانا۔ اس وقت کوئی پولیس نہ تھی جو بچے کی پیدائش کے بعد اس عورت کو پکڑ کر پھر لے آتی لیکن فکرِ آخرت کا جذبہ ان کے اندر ضرور موجزن تھا۔ اس عورت کے دل میں اللہ کا ڈر اور خوف تھا کہ کہیں میں اس حال میں اللہ کے پاس چلی گئی تو میں بارگاہِ الٰہی میں کیا منہ دکھاؤں گی۔ اس جرم کی بابت اگر مجھ سے سوال کیا گیا تو میں کیا جواب دوں گی۔ جب بچہ پیدا ہوا تو وہ پھر آپؐ کے پاس آئی اور کہا کہ مجھے پاک کردیں۔ آپؐ نے فرمایا: جاؤ اس بچے کی پرورش کرو، اسے دودھ پلاؤ۔ جب یہ روٹی کھانے کے قابل ہو جائے تب آنا۔ دو سال بعد جب

بچہ روٹی کھانے کے قابل ہوا، روٹی کا ٹکڑا بچے کے ہاتھ میں تھما کر امامِ کائنات ﷺ کے سامنے آ کر عرض کیا: اب یہ بچہ روٹی کھانے کے قابل ہے اور آپ کے سامنے یہ روٹی کھا بھی رہا ہے۔ اب تو مجھے اس گناہ سے پاک کردیں۔

امام کائنات ؐ نے فرمایا: اسے لے جاؤ اور سنگسار کردو۔ سنگساری کے عمل کے دوران جب وہ بھاگنے لگی تو خالد بن ولیدؓ نے اُونٹ کی ہڈی اٹھا کر اسے دے ماری۔ خون کے چند چھینٹوں نے حضرت خالد بن ولید کے دامن کو سرخ کردیا اور حضرت خالد نے اسے برا بھلا کہنا شروع کردیا۔ جب ان بددعائیہ کلمات کی بازگشت بارگاہِ نبوت ؐ میں پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''خالد! تمہیں اس عورت کی برائی اور خامی تو نظر آ رہی ہے لیکن تم اس حقیقت سے بے خبر ہو کہ اس نے کس قدر پکی اور سچی توبہ کی ہے کہ اگر اہل مدینہ پر اس کی توبہ تقسیم کردی جائے تو مدینہ کے تمام گناہگاروں کے لئے اس عورت کی توبہ کافی ہے لہٰذا اس کے بارے میں ہلکے کلمات مت ادا کرو اور اپنی زبان کو روکو'' ۔ (أو کما قال)

اسلام اس جرم کو کسی صورت برداشت نہیں کرتا اور اس کی جو سزا کتاب وسنت میں تجویز کی گئی ہے، اس پر عملدرآمد سے معاشرہ تباہی و بربادی کے عمیق گڑھوں میں گرنے سے بچ جاتا ہے۔ یہ جرم جہاں خاندانوں اور اقوام کی تباہی کا پیغام ہے، وہاں یہ حسب ونسب کو بھی خراب کردینے کا باعث ہے۔

اُمیمہ بنت رقیقہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عورتوں کے مجمع میں شامل ہو کر نبی اکرم ﷺ سے بیعت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ان کاموں کے بارے میں بیعت لے رہا ہوں جو تم کرسکو'' میں نے عرض کیا: ''اللہ اور اس کا رسول ہم پر ہماری نسبت زیادہ مہربان ہیں'' پھر میں نے عرض کیا: ''اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہم سے بیعت لیجئے'' یعنی مصافحہ کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرا زبانی سو عورتوں سے بیعت لے لینا ایسا ہی ہے جیسا میرا ایک عورت سے زبانی بیعت لے لینا'' (أو کما قال)

آپ ﷺ بلاشبہ رحمۃ للعالمین ہیں لیکن آپ ؐ نے اس کے باوجود عورتوں سے مصافحہ کرنے سے پرہیز کیا تاکہ قیامت تک غلط قسم کے مذہبی پیشوا اس کی آڑ میں سنت کے نام سے بے شرمی اور بے حیائی کا طوفان اٹھانے میں دلیر نہ ہوجائیں۔ (مشکوٰۃ)

ترمذی اور مشکوٰۃ میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ ''کوئی مرد کسی (اجنبی نامحرم) عورت کے ساتھ تنہا نہیں رہتا مگر یہ کہ ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ کسی ایسی جگہ جہاں نامحرم مرد اور عورت کے سوا کوئی تیسرا نہ ہو وہاں شیطان کی مراد برآتی ہے اور ہر وقت یہ خطرہ پیدا ہوجاتا ہے کہ کہیں یہ دونوں کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہوجائیں۔

اسلام چونکہ معاشرے میں پاکیزگی کا خواہشمند ہے اس لئے اس نے مرد وعورت کے آزادانہ میل جول پر پہرہ لگا دیا ہے جہاں مرد کو غضِ بصر کا حکم ہے، وہیں خواتین کے لئے پردہ کے لازوال اَحکامات نازل کئے گئے تاکہ فتنہ کا کوئی سامان باقی نہ رہے۔ کسی مرد کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی اجنبی نامحرم عورت کی آمد

پر اسے ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہے۔ بعینہٖ اسی طرح کسی عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی اجنبی نامحرم مرد کو اسی انداز میں دیکھے۔ آنکھوں کا اس طرح دیکھنا دراصل برائی کی طرف پہلا قدم ہے۔ یہیں سے برائی کا راستہ ہموار ہو جاتا ہے۔ یہ آنکھوں کا گناہ ہے۔ ناشائستہ گفتگو کرنا زبان کا گناہ ہے۔ اس کا سننا کانوں کا گناہ ہے۔ اس برائی کے ارتکاب میں ہاتھوں کا استعمال ہاتھوں کا گناہ ہے۔ اس برائی کی طرف بڑھنے والے قدم پاؤں کا گناہ ہے جو بالآخر برائی کی دلدل میں پھنسا کر ہی دم لیتا ہے۔

غلط خیالات پر مبنی گانے، ڈرامے وغیرہ دراصل شیطانی راہ کے بہت بڑے حمایتی ہیں۔ ان کو فروغ دینے کے لئے ٹیلی ویژن اور ریڈیو کا کردار بہت گھناؤنا ہے۔ سنسر کی پابندیاں محض مذہبی پروگراموں کے لئے ہیں۔ ان پروگراموں کے لئے ان کی قینچیاں ہر وقت تیز رہتی ہیں مگر بے ہودہ خیالات پر مبنی گانے اور ڈرامے بلاتوقف نشر ہوتے رہتے ہیں۔

انسان کی تخلیق اور اسے دنیا میں مبعوث کرنے کے بعد اللہ نے دین اسلام کے ذریعے اسے تمام تر تعلیم سے آراستہ کیا کہ تو نے آنکھوں سے کیا کام لینا ہے، کانوں سے کیا سننا ہے، زبان سے کیا بولنا ہے، ہاتھوں سے کیا کام لینا ہے۔ اپنے قدم کن راہوں میں اٹھانے ہیں۔ اسلام نے برائی تک پہنچنے کے یہ تمام دروازے پوری طرح بند کر دیئے ہیں۔

بخاری شریف اور مشکوٰۃ شریف میں حضرت سہلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کون ہے جو مجھے (دو چیزوں) زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دے، میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں گا"

حضرت امّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ وہ اور حضرت میمونہؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھیں، اسی وقت ابن اُمّ مکتوم پہنچ گئے۔ آپؐ نے فرمایا: "ان سے پردہ کرو" میں نے کہا: کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ یہ تو ہمیں دیکھ بھی نہیں سکتے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم دونوں بھی نابینا ہو، کیا تم اس کو نہیں دیکھ رہی ہو؟

ابن اُمّ مکتومؓ ایک برگزیدہ صحابی ہیں پھر یہ کہ نابینا ہونے کے باوجود ازواجِ مطہرات جیسی پاکباز خواتین کو ان سے پردہ کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آج کل جو بہت سی خواتین غلط عقیدت یا توہم پرستی میں مبتلا ہو کر نامحرم پیروں مردوں کے سامنے بے پردہ آ جاتی ہیں، وہ اسلام کی روح سے کس قدر بیگانہ ہیں۔

کل روزِ قیامت ہمارے تمام تر اعضاء سے بارگاہِ الٰہیہ میں سوال ہوگا کہ انسان نے تمہیں کس مقصد کے لئے استعمال کیا؟ ...... ایک دفعہ ایک شخص نے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کیا: "میں اپنے جذبات کے بارے میں اس قدر مغلوب ہوں کہ زنا سے بچنا میرے لئے ناممکن ہے اس لئے مجھے اس کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ امام کائنات ﷺ کے ساتھ بیٹھے صحابہ کرامؓ کو اس آدمی کے بے ادبی اور گستاخی پر شدید غصہ آیا کہ وہ کس بات کا اِذن طلب کر رہا ہے۔ صحابہ کرامؓ اسے مارنے کے لئے لپکے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو تم اس شخص کی نفسیات سے ناواقف ہو۔ پھر آپؐ نے اسے اپنے قریب بلا لیا۔ شفقت بھرے انداز میں

اسے کہا جس برائی کی تم مجھ سے اجازت طلب کررہے ہو اگر وہ برائی کوئی تمہاری ماں کے ساتھ کرے، کیا تم برداشت کرلو گے؟ وہ کہنے لگا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم جس کے ساتھ برائی کرو گے وہ کسی کی ماں نہیں ہوگی۔ پھر آپؐ نے بیٹی، خالہ اور دیگر قریبی رشتہ داروں کے نام لے کر اس سے پوچھا کہ اگر اس کے ساتھ کوئی غلط فعل کرے تو کیا تم اسے برداشت کرلو گے وہ کہنے لگا نہیں، آپؐ نے فرمایا: کیا تم جس کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتے ہو وہ کسی کی ماں، بہن، بیٹی نہیں ہے۔

آپؐ نے اس شخص کے حق میں دعائے خیر کی اور فرمایا: اللہ اس کی عفت کو پاک کردے اس کی شرمگاہ کو محفوظ کردے۔ اس برائی سے اس کے اندر نفرت پیدا کردے۔ اس کے دل میں اپنا خوف اور ڈر پیدا کردے۔ آپ کی اس دعا سے اس شخص کی زندگی میں اتنا انقلاب اور تبدیلی آئی کہ اس کے بعد یہ صحابی کبھی گھر سے باہر نکلتے تو اپنی نگاہوں اور اعضاء پر اتنا کنٹرول کرتے تھے کہ کسی غیر عورت کی طرف نگاہ بھی نہ پڑنے دیتے۔ اسلام ہم سے اس بات کا متقاضی ہے کہ ہم اپنے ضمیر کو جھنجھوڑیں اور اس برائی سے نفرت کریں۔ کبھی ہم یہ نہیں سوچتے کہ جس برائی کا ہم ارتکاب کررہے ہیں اگر یہی حرکت اور عمل کوئی ہمارے گھر آکر کرے تو کیا ہم اسے گوارا کرلیں۔ یہ ذہن اگر بن جائے کہ دوسرے کی عزت کو اپنی عزت سمجھیں تو برائی کے دروازے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہوجائیں گے۔

اس برائی کے پھیلانے میں ویڈیو کا کردار انتہائی گھناؤنا ہے۔ ویسے تو ہمارے دل بھارت کے خلاف اور کشمیری مظلوم مسلمانوں کی حمایت میں دھڑکتے ہیں لیکن نوجوان نسل پاکستان کی ازلی دشمن اور بے گناہ کشمیریوں کے قاتل بھارت کی فلمیں بڑے ذوق وشوق سے بلاناغہ دیکھتے ہیں۔ یہ ہمارا دوغلا کردار ہے جس پر تاریخ شاید ہمیں کبھی معاف نہ کرے۔ مجھے کسی کام سے لاہور جانے کا اتفاق ہوا۔ واپسی پر کوچ پر سوار ہونے لگا، دیکھا کہ وہ گاڑی خالی ہے لیکن دوسری گاڑیوں کے گرد لوگوں نے جمگھٹا لگایا ہوا تھا۔ اس خالی گاڑی میں بیٹھنے کے لئے کوئی تیار نہیں تھا۔ ڈرائیور شریف النفس تھا۔ میرے استفسار پر اس نے بتایا کہ ان گاڑیوں میں وی سی آر ہے جبکہ میری گاڑی وی سی آر سے محروم ہے۔ اس وجہ سے میری گاڑی میں بیٹھنے سے لوگ کتراتے ہیں۔ میں نے اس بات کا تہیہ کیا ہوا ہے کہ اپنی گاڑی میں اس برائی کو نہیں آنے دوں گا۔ رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ میری مشکلات کو ضرور آسان کرے گا۔ خواہ کوئی میری گاڑی میں بیٹھے یا نہ بیٹھے!

حکومتِ وقت کو اس برائی کے سدِباب کے لئے ٹھوس اِقدامات کے طور پر حدود اللہ کا نفاذ کرنا چاہئے تاکہ من حیث القوم ہم اس برائی سے بچ سکیں۔ لیکن حکومت اس سلسلے میں کسی قسم کا اقدام کرنے سے یکسر گریزاں ہے۔ اسے دوسرے مسائل سے ہی فرصت نہیں جو وہ اس طرف نظر دوڑا سکے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اگر موجودہ قیادت اس برائی کے خاتمے کی اہل نہیں تو اس کی جگہ ہمیں بہتر قیادت عطا کرے۔ آمین! ☆☆